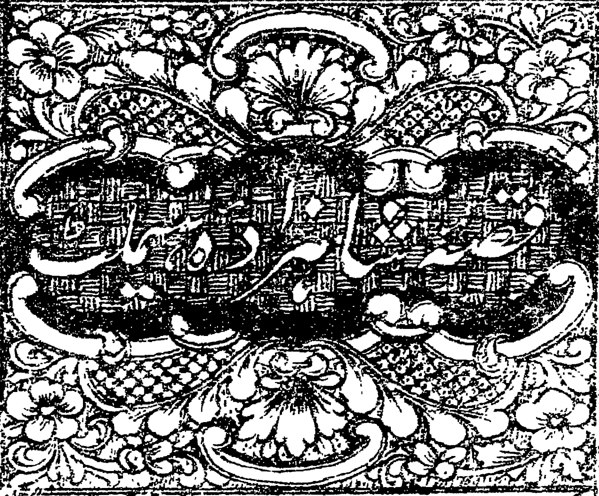
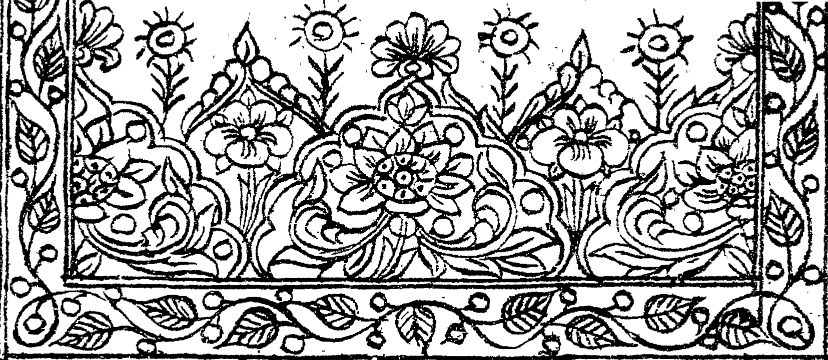
بعون خالق کون و مکان فضل خلاق زمین و زمان

یہ انگریزی کتاب چارلیس لام شکسپیر کی مجموعہ افسانہ دلپذیر کے بیس قصوں میں کا آٹھواں دلچسپ فسانہ جو حقیقت میں حکمت آموز کا خزانہ ہے موسوم بہ



جسکو علامۂ زمان مولوی محمد احسان اللہ صاحب یاکوٹی وکیل منصفی بانسگاؤں ضلع گورکھپور نے بایماء مطبع اودھ اخبار بمحاورات سلیس انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں حسن زیور چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرٹریوڈ ملکہ ڈنمارک اپنے شوہر ہملیٹ شاہ ڈنمارک کے مرجانے سے بیوہ ہوگئی اور اپنے بیوہ ہونے کے تھوڑے ہی دنون بعد اپنے شوہر کے بھائی کلاڈیس سے دوسرا نکاح کرلیا کلاڈیس بڑا ہی بدتمیز و بے رحم تھا اور ساری خلقت اُسے بُرا کہتی تھی ۔ اور شاہ سابق کے اخلاق ظاہری و عادات باطنی سے اُسے کوئی نسبت نہ تھی ۔ اُسکی بدمزاجی و خبث باطنی نے سب کی نظرون مین اُسے ذلیل و خوار بنا رکھا تھا ۔ ہملیٹ کا دفعۃً مرجانا اور دو مہینے کے اندر ہی اُسکی بی بی کا کلاڈیس کے ساتھ نکاح ہوجانا لوگون کو شک و بدگمانی کا باعث ہوا ۔ چنانچہ لوگ یہی سمجھے کہ کلاڈیس اپنے بھائی کے مرنے کا باعث ہوا ہے تا اُسکی زوجہ سے نکاح کرے اور اُسکے ولیعہد شاہزادہ ہملیٹ وارث تاج و تخت کو محروم کرکے خود سلطنت ڈنمارک پر قبضہ و تسلط کرے ۔

لیکن بیگم کے اس فعل خلاف مصلحت کا اثر جیسا شاہزادے کے دل پر ہوا کسی اور پر نہوا ۔ یہ شاہزادہ اپنے باپ سے بہت ہی الفت رکھتا تھا چنانچہ بعد اُسکی وفات کے

اُسکی بُت پرستی کو ذریعۂ تسکین جانتا تھا - چونکہ یہ نہایت صائب الرائے و بدرجۂ غایت شائستہ
تھا اسلیے اپنی ماں کی اُس حرکت زبون کو دلمین گرہ باندھا - باپ کے غم نے اور ماں کی شادی
کر لینے کی شرم نے اُسے ایسا سخت صدمہ پہونچایا کہ فرحت و انبساط سے ایک سخت اُسکا دل
پھر گیا - کتب بینی سے کہ اُسے کمال رغبت تھی اب کلیۃً نفرت ہو گئی - سیر و تماشے مین کہ عالم شباب
کے لیے ضروریات سے ہے تھوڑے دنون تک بھی وہ نوجوان شاہزادہ مشغول نہ رہ سکا -
غرضکہ شادی و خرمی اُسکے پاس نہ آتی اور دُنیا اُسکی نظرون مین ایسی معلوم ہوتی گویا کسی نے
چمن مین سے اچھے اچھے پھول توڑ لیے ہون اور روئیدگان خودرو چھوڑ دیے ہون - ایسا
نہ تھا کہ ازروے تخت نشینی و حقداری وراثت نے اُسے ایسا سخت صدمہ پہونچایا ہو
اگر اُس نوجوان و بلند حوصلہ شاہزادے کے دلمین اُسکا بھی زخم رہا ہوا اور محرومی سلطنت
کو وہ باعث اہانت سمجھتا ہو) بلکہ اندر ہی اندر چھیدنے والا اور اُسکی روح رواں کا
گھلانیوالا یہ امر تھا کہ اُسکی ماں نے اُسکے باپ کی یاد کو دل سے ایسا جلد بھلا دیا گویا کچھ واسطہ ہی
نہ تھا - اور باپ بھی کیسا کہ جس نے اپنی بی بی کے عشق و محبت مین جیتے جی کبھی فرق نہ آنے دیا
اور جسکے سامنے وہ بیگم بھی ہمیشہ اُسکی محبت کا اظہار کیا کرتی تھی اور تابع فرمان رہتی - ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ بجز بادشاہ کے اور کسی سے اُسکو اُلفت ہی نہین ہے - اور اب دو ہی مہینے
مین اور شاہزادہ ہیملٹ کے نزدیک تو دو مہینے سے بھی کم مین اُسکے چچا اپنے شوہر مردہ
کے بھائی سے اُس عورت نے نکاح کر لیا - ہرچند کہ فی نفسہ ایسے قریبی رشتہ دار سے بیاہ کرنا
نامناسب و غیر مشروع تھا اُسپر سے یہ ناشائستہ عجلت اور اُس مرد کی بیرحم طبیعت جسے اُسنے
اپنے تخت سلطنت و بستر خواب کا شریک بنایا تھا اور بھی باعث خرابی ہوئی - اُس نوجوان
وذی رُتبہ شاہزادہ کے دل پر جتنا رنج و الم اس واقعہ سے ہوا اگر ایسی ایسی دس سلطنتین
اُسکے قبضہ سے نکل جاتین تو اتنا صدمہ نہوتا -

اُسکی ماں گرٹروڈ اور بادشاہ جدید نے اُسکے بہلانے کے لیے بہتیری تدبیرین کین

مگر ایک بھی کارگر نہوئی اور ماتمی لباس جو اُسنے ایک دن پہنا تو اُبتک اُسے اُتارنا نصیب نہوا اور نہ وہ اپنی ماں کی شادی کے دن مبارکبادی کے لیے آیا۔ اور نہ اُس نامبارک دن مین (جیسا کہ وہ سمجھتا تھا) وہ محفل عیش ونشاط مین شریک ہوا۔

اسکا زیادہ دل تو اس سے کڑھتا تھا کہ باعث موت اچھی طرح کُھلتا نہ تھا۔ کلاڈیس کا یہ بیان تھا کہ سانپ کے کاٹنے سے اُسکا باپ ہلاک ہوا مگر اُسکو یقین نہ آتا اور کہتا میرے باپ کے لیے کلاڈیس سانپ بنگیا۔ اور صاف صاف کہتا کہ کلاڈیس نے تاج وتخت کے لیے میرے باپ کو ہلاک کیا ہے۔ اور وہ سانپ جسنے میرے باپ کو کاٹ کھایا ہے جسکا جی چاہے جاکر دیکھ لے کہ اِسوقت اُسکے تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا ہے۔

جو کچھ اُسکے دلمین تخیلات تھے اور اپنی ماں کی نسبت وہ جو کچھ سمجھتا تھا کہ میرے باپ کی ہلاکت مین یہ رازدان ضرور تھی عام ہے اِس سے کہ اُسکی حکمت اور رضامندی سے ہلاکت وقوع پذیر ہوئی یا نہوئی ہو ایسے شبہے تھے جس سے اُسکی روح پر صدمہ تھا اور بڑا ہی بیچین تھا۔

ہیملیٹ کو یہ خبر پہونچی کہ ایک صورت بالکل اُسکے باپ شاہ متوفی کے مشابہ دو تین رات سے علی التواتر محل شاہی کے نیچے آدھی رات کے وقت سپاہیون کو دکھلائی دیتی ہے۔ سر سے پیر تک وہی ہتھیار لگائے جو شاہ متوفی لگاتا تھا۔ اور دیکھنے والون نے جسمین سے ایک ہیملیٹ کا دوست ہوراشیا بھی تھا اپنے منظر کی صورت ووقت ظہور کی بابت اپنا اتفاق ظاہر کیا۔ کہ وہ صورت ٹھیک بارہ بجے رات کو دکھائی دیتی ہے۔ رنگت زرد ہوتی ہے۔ اُسکے چہرے سے بہ نسبت غصہ کے رنج زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ داڑھی ہیبتناک اور رنگ مین سِل سلور جیسی زیست مین دیکھی گئی تھی۔ اور ہماری باتون کا کچھ جواب نہین دیتا۔ ایک روز اپنا سر اُٹھا کر کچھ کہا چاہتا تھا مگر مرغ سحر کی آواز سُنی کچھ نہ بولا اور جلدی جا نظر دے سے غایب ہوگیا۔ اُنکی باتون پر شاہزادے کو کمال حیرت ہوئی اور خیال کیا کہ بیشک وہ میرے باپ کی روح تھی۔ اور یہ ارادہ کیا کہ ایک روز خود اُن سپاہیون کے ساتھ جا رات کو یہ کیفیت دیکھے

اور یہ تصور کیا کہ اسطرح ظاہر ہونا بلا کسی وجہ کے نہین ہے۔ ضرور ہو کہ کوئی بات کہنے کو اُسکا جی چاہتا ہو۔ اور گو وہ اُنسے کچھ نہ بولا۔ مگر مین جاؤنگا تو مجھ سے ضرور کچھ کہیگا۔ یہ سوچ سمجھکر وہ اُس انتظار مین بیٹھا کہ رات ہو تو چلکر اُسکا مُشاہدہ کرے۔

جب رات ہوئی شاہزادہ ہملیٹ ہوراشیا اور ایک شخص مرسلس نامے کو اپنی محافظت کے لیے ساتھ لے اُس فصیل پر پہونچا جہان کئی بار وہ صورت دکھلائی دی تھی جاڑے کی رات تھی اور خلاف دستور اُس رات ایسی سرد و تیز ہوا چلتی تھی جیسے کوئی شے بدن مین چُبھ رہی ہو۔ ہملیٹ اور ہوراشیا اور وہ تیسرا ساتھی تینون باہم کچھ سردی کی شکایت اور جاڑے کے تذکرے کر رہے تھے کہ ہوراشیا بولا دیکھا وہ سایہ کی طرح کچھ آرہا ہے اور یہ سُنکر سب خاموش ہو بیٹھے۔

اپنے باپ کی روح دیکھکر پہلے تو شاہزادہ متحیر و خوف زدہ ہُوا۔ اور ملائک آسمانی سے استمداد چاہی کیونکہ اُسے کیا علم تھا کہ وہ پاک روح ہے یا ناپاک۔ اچھائی کے لیے آئی ہے یا بُرائی کے لیے۔ لیکن رفتہ رفتہ اُسکی جرأت بڑھنے لگی اُسکے باپ نے (کہ وہ روح اُسکے باپ کی شکل مین اُسکے پاس آئی تھی) ایسی توجہ و مہربانی سے اُسکی طرف دیکھا گویا کچھ کہا چاہتا ہے۔ اور ویسا ہی پیش آیا۔ جیسا حالت زیست مین۔ یہ دیکھکر شاہزادے سے سکوت نہو سکا اور کہا با با ہملیٹ شاہ پہلے یہ تو تبلائیے کس وجہ سے آپ نے اپنی قبر کو جہان ہم لوگون نے آپ کو دفن کیا تھا چھوڑ دیا اور کیون سطح ارض پر چاندنی کے کھیت مین آپ سیر کر رہے ہین۔ اگر ممکن ہو تو اِسکا بھی جواب دیجیے کہ بعد مرنے کے آپ مین قوت رفتار پھر کیونکر حاصل ہوئی تا ہم لوگون کا انتشار رفع ہوا اور طمانیت حاصل ہو۔ اور آپ کی روح کے آرام رسانی کا کوئی ذریعہ اگر ہم لوگون کے ہاتھ مین ہو تو آپ فرمائیے کہ ہم لوگ دریغ نکرینگے۔ اِس شکل نے شاہزادہ ہملیٹ سے اشارہ کیا کہ چلو ہم تم کچھ دور نکل چلین جہان کوئی تیسرا نہو

ہو گیا اور ہر سلس ڈرے کہ ایسا نہو کہ یہ کوئی خبیث روح ہو اور شاہزادے کو دریا کے
کنارے یا کسی خوفناک ٹیلے پر لیجا کر کسی ایسی متوحش صورت مین دکھائی دے کہ شاہزادہ
ڈرجائے یا بیہوش ہوجائے اور شاہزادے کو اُسکے ساتھ جانے سے منع کیا مگر اُنکی زاری
اور التجا مین شاہزادے کو اُسکے قصد سے نہ پھیر سکین۔ اور شاہزادے کو اپنی
جان کا ذرا بھی خطرہ نہ آیا اور کہا جب یہ روح اور میری روح لافانی ہونے مین دونون
برابر ہین تو پھر ایک دوسرے کو کیا صدمہ پہونچا سکیگی۔ اُنھون نے بہتیرا چاہا
کہ پکڑ رکھین جانے نہ دین مگر وہ نہ تھما اور اُنھین جھٹکار کر بہادرانہ شیرون
کی طرح آگے بڑھا اور سایہ کی طرح اُس سایہ کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔

اور جب وہ دونون دور نکل گئے تو اُس صورت نے بیان کیا کہ مین تیرے باپ
شاہ ہملیٹ مقتول کی روح ہون جسے تیرے چچا ہملیٹ مقتول کے بھائی نے بہ طمع
تاج و فراش قتل کیا۔ شاہزادے نے اِس بیان سے اپنے قیاس کی تصدیق پائی
اور صورت قتل یہ ہے کہ وہ موافق دستور خانہ باغ مین دن ڈھلے سو رہا تھا کہ اُسکا
بھائی آیا اور ایک ایسا زہر ہلاہل اُسکے کان مین چھوڑا جو مزاج انسانی کے
بالکل معاند اور جسنے کان مین پہونچتے ہی سیماب کی طرح فوراً تمام رگ وپے مین اپنا اثر
پھیلایا اور خون کو جلا دیا جسکے اثر سے تمام بدن کی کھال پھٹ گئی اور مجذوم ہو گیا
اور ہنوز خواب سے بیدار بھی نہونے پایا تھا کہ اُس سریع التاثیر دوا نے تخت و
فراش و جان عزیز سے اُسکی مفارقت کرائی۔ اور اُس صورت نے شاہزادے
سے بتاکید کہا کہ اگر تمکو کچھ بھی جان بادشاہ مقتول سے اُلفت ہوگی تو اِس قتل ناحق کا
بدلہ لیے بغیر تم نہ رہوگے۔ اور یہ بھی کہا کہ جاے افسوس ہے کہ تمھاری مان نے
اپنے شوہر قدیم کے احسانات کو بالکل دل سے بھلا دیا اور اُسکی موت سے خوش
ہوئی کہ اُسکے قاتل سے بہ طیب خاطر اپنا بیاہ کر لیا۔ اپنے چچا سے تم جسقدر مستعدی

اس قتل کا بدلہ لے سکو بدلہ لینا و دریغ نکرنا مگر اپنی ماں سے نہ بولنا اور اسکو اللہ کے حوالے کرنا کہ بروز قیامت اس سے اسکا عوض لیا جائیگا لیکن اس سے یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ تم اسے برا و بدکار نہ جاننا بلکہ ہمیشہ اسکی طرف سے اپنے دل میں غبار رکھنا۔ شاہزادے نے اس صورت سے وعدہ کیا کہ جمیع ہدایات مندرجہ بالا میں وہ اسکے حکم کا کاربند ہوگا اور وہ صورت یہ سب کہہ کے اسکی نظروں سے غائب ہوگئی۔

جب ہیملیٹ تنہا رہگیا تو اسکی عجب کیفیت ہوگئی کہ جتنی باتیں اسکے خیال میں تھیں اور جو کچھ تجربے کتب بینی اور اپنے ذاتی غور و فکر سے حاصل کیے تھے سب یکقلم فراموش ہوگئے اور بجز اس سایہ کی فہمائشوں کے اور کوئی شے اسکے دل و دماغ میں باقی نہ رہی۔ اسکے بعد ہیملیٹ کو وہ باتیں یاد پڑیں جو ہوراشیو سے ہوئی تھیں اور ہوراشیو اور مارسلس دونوں کو تاکید کی کہ یہ راز ہرگز فاش نہونے پائے۔

ہیملیٹ سست و آزردہ دل تو تھا ہی اس وحشت انگیز صورت کے دیکھنے سے اور بھی رہی سہی عقل کھو کے خاصہ مخبوط الحواس بن بیٹھا اور یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر میرے چچا کو معلوم ہوا کہ ہیملیٹ میرے برخلاف کوئی تدبیر کر رہا ہے یا یہ کہ ہیملیٹ کو اپنے باپ کے مرنے کی کیفیت جسکو میں نے مخفی رکھنا چاہا تھا کسیطرح معلوم ہوگئی تو اسکا یہی نتیجہ پیدا ہوگا اور یہ علم ہمیشہ کے لیے میری طرف سے اسے بدگمان و ناواقف رکھنے کے لیے وجہ قوی ہوگا۔ اب ہیملیٹ نے بمصلحت وقت اپنے آپ کو پاگل بنانا نہایت ہی مناسب سمجھا کیونکہ اضطراب دل کے مخفی رکھنے کے لیے اس سے عمدہ ترکیب کوئی تدبیر نہ تھی اور مقاصد دلی تک پہونچنے کے لیے اس سے بہتر کوئی دوسری صورت نہ تھی۔

اسی وقت سے ہیملیٹ نے طرز لباس لہجہ گفتگو و انداز رفتار کو ایسا بدل دیا جس سے صاف وحشت و دیوانگی برسنے لگی اور بادشاہ بیگم کو دھوکا ہوا اور وہ بھی

کہ یہ واقعی پاگل ہوگیا ہے۔ بھلا وہ اِس رمز کو کیا سمجھتی کہ باپ کے غم و ماتم نے اُسکی یہ کیفیت بنا رکھی ہے کیونکہ اُس سایہ کی کیفیت سے (جو اُسکا اصلی باعث تھا) وہ بالکل ہی ناواقف تھی بلکہ وہ یہ سمجھی کہ مرض عشق نے اُسکی یہ صورت بنائی ہے اور یقین کر لیا کہ میری تشخیص صحیح ہے۔

قبل اِسکے کہ ہیملیٹ اِس آفت مین (جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین) گرفتار ہوتا ایک حسین عورت **اوفیلیا** نامے کی طرف جو **پولونیس** وزیر اعظم کی دختر تھی مائل ہو گیا تھا۔ حتی کہ ایک بار ہیملیٹ نے چھلّے و دیگر نشانات محبت کے ساتھ اُسکے پاس ایک خط بھی بھیجا تھا۔ غرضکہ بعنوان شائستہ عشق و محبت کے چرچے فیما بین آ چکے تھے اور اُس عورت کو یقین ہو گیا تھا کہ شاہزادہ سچے دل سے مجھے چاہتا ہے۔ اب یہ آفت جسمین شاہزادہ مُبتلا تھا ایسی بدڈھب نکلی کہ اُسنے اُس عورت کی یاد کو بھی اُسکے دل سے بھُلا دیا۔ و بانیجا رسید کہ جبسے اُس مصنوعی جنون کی تجویز اُسنے اپنے دل مین ٹھانی تب سے بڑی ہی کج خلقی و نامہربانی کو کام فرمانے لگا۔ مگر وہ نیک نہاد عورت بجائے اِسکے کہ ان بے اعتنائیون پہ کچھ بُرا بھلا کہتی۔ اُسکی نامہربانیون کو ناپائدار جانتی و سمجھتی کہ یہ محض اُسکی بیماری کا سبب ہے کہ بہ نسبت پہلے کے اب میرے حال پر کسی قدر بے التفاتی و کم توجہی رکھتا ہے۔ اور اُسکی جودت طبع و خوبی ذہن کو خوش گوار گھنٹون کی آواز سے نسبت دیتی اور کہتی کہ گو گھنٹیان فی نفسہ ایک بڑی ہی عمدہ نغمۂ سرود پیدا کرتی ہین۔ مگر جب شور و غل ہو یا بے احتیاطی سے اُنپر ہاتھ پڑے تو اُسوقت بجز اِسکے کہ ایک سخت و ناگوار آواز نکالین وہ اور کیا کر سکتی ہین۔

ہیملیٹ کا اپنے دل مین یہ ٹھان لینا کہ خون پدر کا بدلہ لے۔ گو ایک ایسا قصد اہم تھا جس نے اُسے اِس امر کی اجازت نہ دی کہ کچھ روز اُس عورت کے ساتھ رہکر لطف زندگی حاصل کرے یا اِس فعل لغو مین جیسا کہ اب وہ عشق کو سمجھنے لگا تھا

اپنے آپ کو مشغول کر کے چند روز آسایش بسر کرے مگر پھر بھی اُسے اپنے دل پر ایسا
قابو نہ تھا کہ اُسمین آوفیلیا کا خیال خوشگوار آنے نہ پاتا چنانچہ اُنھین دنون مین اُس
نیک نہاد صورت کے مقابلے مین اپنے اِس عتاب ناحق کو غیر مناسب سمجھکر نادم و
پشیمان ہوا اور بڑے تپاک کے ساتھ ایک خط اُسکے نام تحریر کیا جسکی عبارت سے
کاتب کی وحشت و دلسوزی ٹپکی پڑتی تھی اور جسکے دیکھنے سے آوفیلیا کو بڑی خوشی حاصل
ہوئی اور وہ سمجھی کہ اِس گئی گذری حالت پر بھی اُنکے دلمین جتنی میری عزت و
وقعت ہے دوسرے کی نہین۔ اُس خط مین لکھا تھا کہ ستارون کو تاریک و
آفتاب کو غیر متحرک مان لینا آسان۔ صدق کو کذب سمجھ لینا سہل مگر یہ سمجھنا کہ ہملٹ
آوفیلیا کا عاشق زار نہین ہے محال و غیر ممکن ہے اور ایسے ہی اور بھی بہت سے
لمبے چوڑے فقرے اُس خط مین لکھے ہوے تھے۔ آوفیلیا نے حسب دستور اِس
خط کو اپنے باپ کی خدمت مین پیش کیا جسنے بادشاہ بیگم کی خدمت مین اِس خط کا
پیش کرنا نہایت ہی ضروری سمجھا۔ بادشاہ و بیگم کو اِس خط کے دیکھنے سے حق الیقین
کا مرتبہ حاصل ہوگیا اور وہ سمجھے کہ بیشک اِس جنون کی علت یہی عشق خانہ خراب ہے
اور بیگم اُسوقت یک گونہ مسرور بھی ہوئی کیونکہ اوفیلیا کی حسن طبیعت کو وہ اِس قابل
سمجھتی تھی کہ اُسکا اثر صحبت شاہزادے کو اصلی حالت کی طرف بآسانی پھیر سکتا ہے۔
مگر شاہزادے کا جنون ایسا نہ تھا جیسا کہ آوفیلیا نے سمجھا تھا یا جسکا دفعیہ اِسطرح
ممکن ہوتا کیونکہ صورت پدری کا خیال اُسکے دلمین ایسا نہین جما تھا کہ اُسمین
دوسرے خیالات کو گنجایش ہوسکتی۔ اور قصاص خون پدر کا تصور ایسا ذہن نشین
نہین ہوا تھا کہ بدلہ لیے بغیر اُسے چین ملتا۔ اور اُس تاخیر کے ہر لحظون کو
بڑی معصیت و حکم پدری کی بڑی نافرمانی نہ سمجھتا۔ لیکن بادشاہ کا قتل کرنا جسکے ساتھ
ہر وقت ہزارون محافظ تھے کوئی آسان امر نہ تھا اور اگر یہ آسان ہوتا تو گم معنے

ہملٹ کی ماں کا مرحوم بادشاہ کے پاس رہنا اور ایک لحظہ کے لیے بھی اُس سے جدا نہوتا ایک ایسا زخم قوی تھا جسکا علاج شاہزادے کے اختیار سے باہر تھا کبھی کبھی شاہزادے کو اپنے اس ارادے سے کسیقدر ندامت بھی اٹھانی پڑتی تھی جب وہ یہ خیال کرتا تھا کہ ناصب سلطنت کسکی ماں کا شوہر ہے۔ غرضکہ انھیں معاملے سے اُسکے مقصد دلی کی عمر روز بروز گھٹتی جاتی تھی۔ ماسوا اسکے ایک بنی آدم کا قتل کرنا ہی ایک ایسا فعل مذموم تھا کہ شاہزادے کے فطرتی حسن طبیعت کے بالکل معاند و سراسر خلاف ایک تو وہ بیمار تھا ہی دوسرے اس پژمردگی نے جو اسکے ذہن جگہ پکڑ رہی ہے اسے متردد و بیقرار بنا رکھا تھا اب ایسا ضعیف و ناتوان کردیا کہ بجز صاحب فراش ہونے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ پڑے پڑے ایک دوسرا سوچ یہ لاحق ہوا کہ جس صورت کو میں نے دیکھا تھا کیا فی الواقع وہ میرے ہی باپ کی روح تھی۔ کہیں ایسا تو نہو کہ وہ کوئی خبیث آیا ہو جسکی نسبت میں نے سنا ہے کہ تبدیل صورت کی ایک ایسی قوت اسمیں ہوگی کہ جس ہیئت میں وہ چاہے اپنے کو ظاہر کرسکتا ہے۔ کیا بعید ہے کہ میرے باپ کی صورت میں آ کے اپنے آپ کو ظاہر کیا ہو تا چندے روز تک مجھے حیران و پریشان کرکے قتل ایسے فعل شنیع کا مجھ سے ارتکاب کرائے۔ اور اب شاہزادے کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ علاوہ ان واہیات تصورات کے کہ محض ایک خیالی باتیں تھیں خون پدر کے قصاص کے لیے اور بھی چند ثبوتوں اور دلیلوں کو بہم پہونچا کر بخوبی اطمینان خاطر کر لینا ضروریات سے ہے انھیں وسوسوں میں کہ ہملٹ کو یہ سب تردد لاحق تھے اتفاقاً تماشہ والوں کا ایک گروہ اس شہر میں وارد ہوا جنکی نقلیں سُنکر وہ بہت کچھ حظ اٹھاتا علی الخصوص جب کبھی انمیں سے کوئی ایک خاص حکایت غم شاہ طرائی مسمی پریم کی موت کا حال مع اسکی بی بی ہکیوبا کی گریہ و زاری کے بیان کرتا۔ شاہزادے نے

اس حکایت کو سُنکر نقالون کے طرز بیان کی داد دی اور قند مکرر کا مزہ لینے کے لیے دوبارہ سُننے کی التجا کی ۔ نقالون نے تعمیل ارشاد کی اور دوسری بار ایسے لطف کے ساتھ اُس بیچارہ بُڈھے بادشاہ کا مارا جانا بہ آتش زدگی شہر و باشندگان شہر کا برباد ہوجانا اور پھر اُسکی بڈھی بیگم کی گریہ وزاری کہ کس طرح وہ برہنہ پا کوسٹھے پر دوڑتی پھرتی تھی اور اُسی حالت مین کبھی کبھی گھبرا کر کس سراسیمگی کے ساتھ نیچے اُتر آیا کرتی تھی جس سر سے تاج خسروانی کبھی جدا نہوا تھا اُسوقت ایک پھٹی سی دھجی کپڑے کی اُس سر پر کس طرح غم و ماتم برسا رہی تھی جس بدن سے لباس شاہانہ کو زیب و زینت حاصل ہوتی تھی ۔ اُس حالت مین ایک کمل سے جس سے پورے طور پر کمر بھی نہین ڈھپ سکتی تھی کسطرح اُسکے بدن پر غربت و پریشانی چھا رہی تھی ۔ غرضکہ اس عنوان سے بیان کیا کہ جسے صرف حضار انجمن ہی کی آنکھ سے جنکے سامنے اُنکے طرز بیان نے گویا اِس واقعہ کی تصویر لا کھڑی کردی تھی آنسو نہین ٹپکے بلکہ خود اُن نقالون کا بھی دل بھر آیا اور بے اختیار آنسو نکل آئے ۔ شاہزادے نے سوچا کہ نقالون کی محض طلاقت لسانی تو سُننے والون کے دلمین ایسا ولولہ و جوش پیدا کردے کہ بے دیکھے بھالے ایک ایسے شخص کے حال پر رونے کے لیے مجبور کرے جسکو مرے ہوے کئی سو برس کا عرصہ گذرا ۔ واے برحال مجھ ایسے کم ہمت و بے مصرف شخص کے جسکے پاس جوش دلانے والے اصلی اسباب و سچے ولولے یعنی بادشاہ کی مدت اور بادشاہ بھی کیسا کہ پدر جان نثار موجود ہین مگر میرے دلمین تھوڑی سی بھی حرکت پیدا نہوا اور قصاص قتل پدر یون نسیان کے کشمکش و پیچ مین پڑا ہے ۔ شاہزادے نے جب اُس نقل اور اُن نقالون پر بغور لحاظ کیا اور اُس اثر کو جو اچھی نقلون سے سامعین کے دل پر ہوتا ہے بفکر سوچا تو اُسے چند تماثیلون کے حالات یاد پڑے کہ جنھون نے کوئی مقتول دیکھا اور محض

اُسکے دیکھنے سے اور اُسمین اپنے فعل مرتکبہ کے مشابہ پانے سے اُنکی کیفیت ایسی بدل گئی کہ گویا زبان حال سے وہ اپنے جرم کا اقرار کیے دیتے ہین - اور اُسنے قصد کیا کہ اُن نقالون سے اپنے والد کے موت کی ایسی کوئی نقل چچا کے سامنے کرائے اور بغور دیکھے کہ اُسکے سُننے سے چچا پر کیا اثر ہوتا ہے کیونکہ اگر اُسنے قتل کیا ہوگا تو اُس سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جائیگا - چنانچہ اُسنے حکم دیا کہ ایسی نقل آج کیجائے اور اِس محفل مین بادشاہ وبیگم بھی بُلائے جائین -

نقالون نے ایک قتل کی نقل کی جو وہ اٹیا کے ایک نواب پر ہُوا تھا نواب کا نام گانزیگو اور اُسکی بیگم کا نام بپٹسٹا تھا - نقل مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ لُشی انس نے کہ نواب کا ایک قریبی رشتہ دار تھا سلطنت لینے کی طمع سے باغ مین بحالت خواب کسطرح نواب کو زہر دیا اور پھر اُس قاتل نے تھوڑے ہی عرصے مین کیونکر اُسکی بیگم سے بیاہ کر لیا -

جسوقت یہ نقل شروع ہوئی اُسوقت بادشاہ کہ اُس حکمت عملی سے بالکل ناواقف تھا مع اپنی بیگم وجمیع ارکین دولت کے اُس مقام پر موجود تھا اور شاہزادہ اُسکے پاس بیٹھا ہوا الغور اُسکے چہرہ کو دیکھ رہا تھا کہ اُسکا کیا رنگ ہے - ابتداے نقل مین گانزیگو اور اُسکی بیگم کی اختلاط کی باتین بیان کی گئین جسمین بیگم نے بڑی شد ومد سے اپنی اُلفت کا اظہار کیا اور کہا تیرے جیتے جی تو کیا تیرے مرنے پر بھی کبھی دوسرے مرد کا مُنھ دیکھنا مین حرام سمجھتی ہون - لعنت ہے مجھپر اگر تیرے بعد کسی دوسرے شوہر کا مُنھ دیکھنے کا ارادہ میرے دل مین ہو کیونکہ اُنھین بدذات عورتون کا یہ فعل ہے کہ جو شوہر جدید کی خوشی مین اپنے شوہر قدیم کے ہلاک کرنے مین بے باک ہوتی ہین -

شاہزادے نے جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اِس سُننے سے بادشاہ کی رنگت مین کسیقدر فرق آگیا اور شاہ وبیگم دونون اِس عنوان نقل سے ایسے بددل ہوئے جیسا کہ گرم چوبی

دیکھنے سے کسی کی طبیعت متنفر ہو جاتی ہے - لیکن وہ نقال جب وہان پہونچے جہان آتشی نس نے گانزیگو کو بحالت خواب خانہ باغ مین زہر دیا تو اُس غاصب سلطنت کے دل پر اِس مصنوعی قصہ نے جو اُسکی اصلی سرگذشت یعنی اپنے بھائی کو زہر دیکر مار ڈالنے سے بالکل مشابہ تھا ایسا اثر پیدا کیا کہ وہ اِس قابل نہ رہا کہ تا اختتام قصہ اُس محفل مین بیٹھا رہتا - چنانچہ دفعتہً اپنے کمرے مین روشنی کرنے کا حکم دیکر اُف اُف کرتا اور بعلالت طبع کا بہانہ کرتا ہوا ایکبارگی تماشہ گاہ سے اُٹھ گیا - بادشاہ کے اُٹھ جانے سے وہ نقل تو بند ہو گئی مگر شاہزادے کی پوری تشفی و دلجمعی ہو گئی کہ اُس سایہ کی باتین بالکل صحیح ہین اور اسمین کوئی دھوکا نہ تھا - اور بحالت خوشی کہ کسی وہم و شک کے رفع دفع ہو جانے سے انسان کو عموماً لاحق ہوتی ہے ہوریشیو سے قسم کھا کر کہا کہ مجھے اِس سایہ کی باتون پر پورا پورا اعتماد آج حاصل ہوا - مگر قبل اسکے کہ وہ قصاص پدر کے لیے کوئی تدبیر نکالتا اُن تذکرون نے جو مان کے کمرے مین مان بیٹے مین ہوئے پوری طرح بوضاحت بتا دیا کہ اُسکے چچا نے جسے اُسکی مان نے بھیجا تھا خانہ باغ مین سوتے ہوے اُسکے باپ کا کام تمام کیا -

اِس امر کے دریافت کرنے کے لیے کہ ہملیٹ ہم دونون آدمیون سے بخلاف دستور قدیم آج کل کیون آزردہ دل رہا کرتا ہے بیگم نے بہ ایمار شاہ ہملیٹ کو بلوایا اور چونکہ بادشاہ کو یہ تمنا تھی کہ جو کچھ تذکرے وہان ہون انھین مین بھی سنون اور یہ بھی کھٹکا تھا کہ شاید اُسکی مان نقل ماجرے مین طرفداری کو راہ دے اور صاف صاف کھلے ہوے کہ ہملیٹ کے مُنھ سے کیا کیا الفاظ نکلے اور وہ ہملیٹ کے دلی ارادون کا حال سُننا نہایت ضروری سمجھتا تھا اِسلیے اُسنے پولونیس نامے ایک پُرانے مُشیر سلطنت کو حکم دیا کہ بیگم کے حجرے مین جاکر پردون کی اوٹ مین چھپ رہے اور سُنے کہ کیا باتین ہو رہی ہین - اِس قسم کی چالاکیان کے لیے پولونیس گویا خاص کر موضوع تھا کیونکہ اِنھین بھید گیریون مین

اُسنے اتنی عمر گذاری تھی اور اوائل عمر سے سلطنت ہی کے کاروبار سے اُسے تعلق تھا اور مکر و فریب کے ساتھ کام نکالنے مین اُسکا بہت ہی لگتا تھا۔

ہملیٹ آیا تو بیگم نے اُس سے ایسی باتین شروع کین جس سے در پردہ ہملیٹ کے افعال وچال چلن پر الزام عائد ہوتا تھا۔ اور کہنے لگی کہ تم اپنے باپ کے مقابلے مین بڑی بے ادبی و گستاخی کرتے ہو کیونکہ جب مین نے تمھارے چچا سلطان وقت سے نکاح کر لیا تو تمکو چاہیے کہ اُسے مثل اپنے باپ کے تصور کرو۔ ہملیٹ باپ کا نام سنکر بہت آزردہ دل ہوا اور کہا کہ باپ ایسے معزز و پیارے لفظ کو تم ایسے خبیث کی شان مین استعمال کرتی ہو جسکا درجہ میری نظرون مین قاتل پدر کے درجے سے ہرگز بڑھکر نہین و ترش رو ہوکر جواب دیا کہ مین تو نہین مگر تم البتہ میرے باپ کے مقابلے مین ایک بہت بڑی بے ادبی کی مرتکب ہو چکی ہو۔ یہ سنکر بیگم بولی کہ تمھارا جواب محض بیہودہ و ناقابل لحاظ ہے جسکے جواب مین ہملیٹ نے کہا تمھارے لیے ایسا ہی جواب مناسب ہے بیگم نے کہا کیا تم یہ بھی بھول گئے کہ تمھارا مخاطب کون ہے۔ ہملیٹ نے کہا مین بھولا تو نہین مگر چاہتا ہون کہ بھول جاؤن۔ مین جانتا ہون کہ تم بیگم ہو اپنے برادر شوہر کی بی بی ہو اور میری مان ہو مگر بہتر ہوتا کہ آپ میری مان نہوتین۔ بیگم نے کہا کہ اگر تم ایسی ہی بے ادبی سے پیش آتے ہو تو جاکر ایسون کو بھیج دیتی ہون کہ بخوبی تمھارے ساتھ گفتگو کر سکین اور اُٹھ کھڑی ہوئی کہ بادشاہ یا پولونیس کو جاکر بھیج دے۔ لیکن ہملیٹ اُسے کب جانے دیتا اُسکی دلی خواہش یہ تھی کہ جبتک اُسکو تنبیہ نکر دے کہ کتنی بری حالت مین اُسکی زندگی ہے اُسکو اُٹھنے نہ دے چنانچہ بیگم کا ہاتھ پکڑکر شاہزادہ نے روک لیا جس سے خواہ مخواہ بیگم کو بیٹھنا پڑا۔ شاہزادے کے ابتدائی برتاؤ سے تو بیگم متعجب تھی ہی اب یہ حرکت دیکھکر کسیقدر خوف زدہ بھی ہوئی کہ مبادا اپنے جنون مین کسی حرکت خلاف شان کا مرتکب ہو اور یہ نظر احتیاط و شوریدہ یا بیگم کے

شور مچاتے ہی پردہ کی اوٹ سے "بیگم کو بچاؤ بیگم کو بچاؤ" کی آواز آئی جسے سنکر ہیملیٹ
کو گمان تو یہی ہوا کہ بادشاہ اِس پردے کی اوٹ مین چھپا کھڑا ہے اور فوراً تلوار کو
سوت لیا اور جس طرف سے یہ آواز آئی تھی اُسی طرف لپک کر ایسا ایک وار کیا کہ
بھاگتے چھپتے پر بھی کوئی اِسطرح بیدریغ ہاتھ نہ چھوڑیگا حتی کہ اُس آواز کا آنا
بند ہوا اور ہیملیٹ نے سمجھا کہ زخم کاری لگا۔ مگر جب قریب آکر لاش کو پہچانا تو
معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ نہین ہے بلکہ پُرانا مشیر سلطنت پولونیس ہے کہ جاسوسی کے
لیے پردے کی اوٹ مین آکھڑا تھا۔ بیگم یہ ماجرے دیکھکر گھبرائی اور بولی
ہے ہے کیسا بیدردی و بیباکی سے قتل کیا۔ ہیملیٹ نے کہا ہان کیا بیدردی کا
قتل ہے کچھ ہی ہو مگر پھر بھی تمھارے فعل سے اچھا ہے کہ بادشاہ کو مار کر تمنے بے تکلف
اُسکے بھائی سے نکاح کر لیا۔ بادشاہزادے نے صاف صاف کہنا شروع کیا
اور اب یہی دل مین ٹھان لی کہ جو کچھ کہنا ہو بے تکلف کہہ ڈالیے۔ والدین کے قصور گو اِس
قابل ہوتے ہین کہ اُس سے چشم پوشی لڑکون کے لیے سعادت مندی خیال کیجائے
مگر جب وہ کسی بڑے جرم کے مرتکب ہو جائین تو اُنکے مقابلے مین اُنکے لڑکون کا
سختی پیش آنا قابل عفو ہے کیونکہ وہ سختی اُنکی بہتری کا عمدہ ذریعہ و راہ راست پر
لانے کے لیے اچھا وسیلہ ہے۔ اور اُس سختی کو ملامت و توہین پر محمول کرنا بڑی غلطی
ہے۔ اِس خدا ترس شاہزادے نے بڑی دل سوزی سے بیگم کو نصیحت کرنی شروع
کی کہ شاہ مرحوم کی وفات کے بعد باین عجلت نکاح کر لینا تم ایسی عورت کے لیے
کہ اپنے پہلے شوہر سے کیا کیا قول و اقرار و عہد و پیمان اِس بارے مین تمنے کیے
تھے ایسا غیر مناسب ہوا کہ میرے دل سے تمام عورتون کے قول و فعل کا اعتبار
جاتا رہا اور معلوم ہوا کہ اُنکی ساری خوبیان بناوٹ و مردم فریب ہین اور اُنکی باتین
جواریون کی قسم سے بھی زیادہ تر ناقابل وثوق ایمان کو یہ سب محض ایک کھلواڑ و

عام پسند باتون مین سے خیال کرتی ہین۔ تمھاری اس حرکت پر آسمان و زمین بھی خجالت زدہ
ویکدرہے یہ کہکر دو تصویرین نکال کر سامنے رکھین جسمین سے ایک شاہ مرحوم اسکے
شوہر قدیم کی قدیم شبیہ تھی اور دوسری سلطان وقت اسکے شوہر جدید کی اور کہا
"بیگم" ان دونون کو مقابلہ کرو دیکھو تو میرے باپ کی آبرو سے کیسے آثار شانت
وبزرگی پیدا ہین۔ واہ کیا نورانی چہرہ ہے۔ بال کیا ہین اپیلو کی زلفین ہین۔ پیشانی
کو دیکھیے گویا ستارہ زہرہ چمک رہا ہے۔ چشم خونین کے آگے جلاد فلک بھی مات ہے
ذرا چہرے کو تو بغور دیکھیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ وہ فلک منزل کی اوٹ سے عطارد
نے منھ نکالا ہے۔ دیکھو یہی تمھارا پہلا شوہر ہے۔ اور پھر دوسری تصویر کی طرف
اشارہ کرکے کہا کیا ایسے کو تمنے اسکی جگہ قبول کیا ہے کہ جسکی صورت دیکھنے سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بلا یا از قسم خبیث ہے اور کیا ایسے بد ہیئت کے لیے اسکے
خوبصورت بھائی کے خون کو روا رکھا بیٹے کی ان بیباکانہ گفتگوؤن سے بیگم بہت ہی
شرمندہ ہوئی اور بیٹے کی نظرون مین اپنے کو ذلیل وخوار دیکھکر بہت ہی نادم ہوئی
شاہزادے نے پھر کہا ایسے آدمی کی صحبت جس نے تمھارے شوہر کو قتل کرکے
بغضب سلطنت کا مالک بن بیٹھا تم کیونکر روا رکھتی ہو اور اسکی بی بی بننا کیونکر گوارا
کرتی ہو۔ یہ باتین ہو رہی تھین کہ دفعتہً ایک مرد بجنس اسکے باپ کی سی صورت جیسا کہ
پہلے بھی ایک بار وہ دیکھ چکا تھا اس مکان مین سامنے سے آیا۔ ہیملیٹ نے ڈرتے
ڈرتے اس سایہ سے پوچھا کہ آپ کا یہان کیونکر آنا ہوا۔ سایہ نے جواب دیا کہ مین
تمھین یاد دلانے آیا ہون کہ باوجود قول و اقرار و وعدہ محکم کے تمنے ابتک میرے
قتل کا بدلا نہ لیا۔ شاید تمکو میری تاکید کا خیال نہ رہا۔ دیکھو اپنی ماں کی خبر لو ایسا نہو

؎ اپیلو۔ ایک یونانی دیوتا کا نام ہے کہ ایام جاہلیت مین اہل یورپ زلف خوبان کو اس سے مشابہت دیتے تھے
چنانچہ وہی دستور ابتک چلا آتا ہے کہ بعض مصنفین اس تشابہ کا استعمال اپنی تصنیف مین روا رکھتے ہین۔

کہ اس رنج و یاس مین یہ اپنی جان دے۔ یہ کہکر وہ صورت نظرون سے غائب ہوگئی مگر بجز شاہزادے کے وہ کسی کو دکھائی نہ دی۔ اور یہ ایک ایسی حالت تھی کہ دکھا کر یا سُن کر اگر کسی طریق سے شاہزادہ اپنی ماں کو جسنے شاہزادے کو بلا کسی مخاطب کے اپنے آپ باتین کرتا ہُوا دیکھکر سُخت متعجّب ہوئی تھی یقین نہ دلا سکا کہ میرے باپ کی روح آج یہان آئی تھی۔ اور بیگم نے شاہزادے کی اس حرکت کو خلل دماغی پر محمول کیا۔

شاہزادے نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ بیگم صاحبہ آپ میری اس حرکت کو جنون سے تعبیر نہ کیجیے بلکہ سمجھے کہ یہ آپ ہی کی خطاؤن کا نتیجہ ہے کہ میرے باپ کی روح کو پھر دنیا مین آنا پڑا۔ اگر میری بات پر وثوق نہو تو نبض دیکھ لیجیے دیکھیے دیوانون کی نبض کی ایسی ہی رفتار ہوتی ہے۔ تمھارے لیے اسی مین بہتری ہے کہ اپنے گناہون سے توبہ کرو اور آیندہ کے لیے بادشاہ کی صحبت سے احتیاط کرو اور اُس سے کسی قسم کا تعلّق نہ رکھو جب تم میرے باپ کا خیال اپنے دلمین رکھوگی اور مین اپنے اوپر تمھاری شفقت دیکھونگا تو مین بھی تمھاری خیرخواہی و نیکچوئی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھونگا۔ غرضکہ ملکہ بادشاہ کی صحبت سے تائب ہوئی اور خوشی خوشی شاہزادے نے اُسے رخصت کیا۔

شاہزادہ جب اِدھر سے مطمئن ہُوا تو سوچا کہ آج کس بیچارے کا مجھ سے خون ہُوا اور قریب آکر اپنی معشوقہ اوفیلیا کے باپ پولونیس کی نعش کو اُٹھا لیا اور بہت رویا دستور ہے کہ جب غصّہ مین کوئی فعل مذموم کسی سے سرزد ہوجاتا ہے تو اپنے کیے پر بعد فرو ہوجانے غصّہ کے خواہ مخواہ نادم ہونا پڑتا ہے۔

پولونیس کے مارے جانے سے شاہ کو یہ موقع ہاتھ لگا کہ شاہزادے کے ملک بدر کیے جانے کا حکم دے۔ حتّٰی کہ بادشاہ شاہزادے سے اپنے دلمین خوف رکھتا تھا اور جس درجہ اُسکی زیست کو اپنے حق مین مُضر سمجھتا تھا اُسکا یہ اقتضا تھا کہ شاہزادہ قتل کیا جاتا مگر اس خیال نے کہ لوگ اُس سے عموماً محبّت رکھتے ہین اور نیز اس گمان نے

کہ گو ملکہ نے یہ سب حرکات کی ہین مگر پھربھی وہ اپنے بیٹے پر بہت ہمدردی رکھتی ہوگی ۔ شاہزادے کے خون سے بادشاہ کو باز رکھا ۔ اب اس مکار بادشاہ نے یہ حیلہ کیا کہ شاہزادے کا اس ملک مین رہنا اندیشہ سے خالی نہین ہے مبادا کوئی شخص پولونیس کے بعوجہ قتل کیے جانے پر برانگیختہ ہو مناسب ہے کہ یہ کسی دوسرے ملک مین بھیج دیا جائے چنانچہ اُسنے حکم دیا کہ کسی انگلینڈ جانے والے جہاز پر یہ شاہزادہ چڑھا دیا جائے اور دو امیر اُسکی حفاظت کے لیے تعینات کیے جائین ۔ اور جب وہ جہاز چلنے لگا تو چپکے سے اُن امیرون کو بلاکر حاکم انگلینڈ کے نام کہ اُسوقت انگلینڈ ملک ڈنمارک کے ماتحت اور اُسکا باجگزار تھا ایک خط دیا جسمین لکھا تھا کہ ہیملٹ تمھارے پاس جاتا ہے اسکے پہونچنے کے بعد جسقدر جلد ممکن ہو کوئی اتہام رکھکر اُسے مارڈالنا ۔ ہیملٹ کہ بادشاہ سے کھٹکتا ہی رہتا تھا رات کو اُٹھا اور خط کو کھوج کر نکالا اور اپنے نام کو چھیل کر اُسکی جگہ پر اُنھین دونون امیرون کا نام جنکی حفاظت و امانت مین وہ قتل کے لیے بھیجا گیا تھا قائم کردیا ۔ اور پھر اُس خط کو بند کرکے جہان سے اُسے اُٹھایا تھا وہین اُسے چپکے سے رکھدیا ۔ تھوڑی دیر بعد بحری ڈاکوون کے ایک جہاز نے اُس جہاز پر حملہ کیا اور دونون جہازون مین بحری لڑائی شروع ہوئی ۔ اثنار کارزار مین ہیملٹ کہ اُسے اظہار بہادری کا بڑا شوق تھا خنجر بکف تختہ لگا کر دشمنون کے جہاز مین تنہا گھس گیا ۔ ڈنمارک والون کا جہاز تاب مقابلت نہ لاکر پیچھے ہٹا ۔ اور اُن امیرون نے شاہزادے کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑکر انگلینڈ کا راستہ پکڑا ۔ اور وہ خط جسکے مضمون کو نامون کے بدلنے سے ہیملٹ نے بدل دیا تھا اُنھین کے پاس رہا ۔

ڈاکوون نے جنکے قبضہ قدرت مین اُسوقت یہ بادشاہزادہ آگیا تھا بڑی ہی انسانیت کو راہ دی اور مہذب دشمنون کی صورت مین دکھائی دیے اور یہ جان کر کہ یہ ایک آفت زدہ شاہزادہ ہے اُنھون نے تصور کیا کہ اگر اسوقت ہم اسکے ساتھ سلوک کرینگے

اور اخلاق سے تم پیش آئینگے تو اپنے شہر تک پہونچکر یہ ہمارے ساتھ
بہت کچھ احسان کریگا۔ چنانچہ سرحد ڈنمارک کے قریب پہونچکر کسی ساحل پر اپنے جہاز کو
لنگر دیا جہاں سے شاہزادے نے بادشاہ کو ایک خط لکھا اور اُسمین ساری کیفیت اس
عجیب واقعہ کی جو اسکے لوٹ آنے کا باعث ہوا مندرج کردی اور لکھا کہ مین کل کسی وقت
در دولت پر حاضر ہونگا مقام تاسف ہے کہ اپنے شہر مین پہونچکر پہلے پہل جو شے شاہزادے
کو دکھائی دی وہ ایسی غم و ماتم کی محفل تھی جسے دیکھکر شاہزادے کو سخت صدمہ ہوا۔

یہ اُسی حسین عورت اوفیلیا کی تجہیز و تکفین کا مجمع تھا جو کسی زمانے مین ہملیت کی معشوقہ
دلربا تھی۔ اور صورت اسکی یہ تھی کہ جبسے اسکے باپ نے وفات کی تب سے
روز بروز اسکے غم و الم نے اسکی عقل و فہم کا گھٹانا شروع کیا۔ باپ کی مرگ مفاجات
سننے اور پھر وہ ایسے شخص کے ہاتھ سے جسپر وہ ہمیشہ اپنی جان نثار کرتی تھی۔ اس نازک
و کمسن عورت کے دل پر ایسا صدمہ پہونچایا کہ وہ بالکل مخبوط الحواس ہوگئی۔ ایک دن
بادشاہی محل مین جاکر جتنی عورتین تھین سب کو پھول تقسیم کر آئی و کہہ آئی کہ تم سب میرے
باپ کے تعزیہ دارون مین سے ہو کہ اسکے جنازے کے ساتھ تم لوگ گئے تھے۔ اور
بحالت اضطراب عشق و محبت کی غزلین اور مرثیہ کے اشعار پڑھتی اور کبھی ایسے الفاظ
منہ سے نکالتی جسکا کچھ بھی مفہوم نہین۔ غرضکہ اسکے حرکات و سکنات سے یہ نہین
معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے حالات سے خبر رکھتی ہے۔ اوفیلیا کے مکان کے پاس
کوئی چشمہ تھا جسکے کنارے پر ایک ایسا جھکا ہوا درخت واقع تھا جسکی شاخین عین
دھارے کے سامنے لٹکی ہوئی تھین۔ اتفاقاً ایک روز اس چشمہ کی طرف سے اوفیلیا کا
گذر ہوا اور وہ بھی ایسی حالت مین کہ اُسوقت اسکے ساتھ کوئی دوسرا نہ تھا اور
گل بہار و گل لالہ کے ہار گوندھے ہوئے اور نیز مختلف اقسام کے پھول و خس و خاشاک
جمع کیے ہوئے بحالت جنون کہین سے چلی آرہی تھی وہان پہونچکر دفعتاً اسکے دلمین آیا کہ

ان سب کو اس درخت کی شاخون مین باندھکر تماشا کرے - چنانچہ اُن ہارون و گھاس پات کے گٹھے کو لیے ہوے اس درخت پر چڑھ گئی اور ایک شاخ پر بیٹھکر وہ سب باندھ رہی تھی کہ یکبارگی وہ شاخ ٹوٹی اور اوفیلیا اور اُسکے ذخیرۂ وحشت کو لیے ہوے پانی مین گری مگر کپڑون مین ہوا بھر جانے سے تھوڑی دیر تک وہ سطح آب پر مرغابی کی طرح تیرتی ہوئی پرانے گیتون کو خوش الحانی سے گا رہی تھی اور بالکل بے خبر تھی کہ مین کہان ہون اور کیونکر ہون لیکن یہ حالت تھوڑی ہی دیر تک رہی اور جب اُسکے کپڑے اچھی طرح تر ہوگئے تو بہت جلد یہ نغمہ و سرود موت کی کلفت و کدورت سے مبدل ہوگیا چنانچہ اُسکے بھائی کو جب یہ خبر پہونچی تو اُسنے اس خبر کو عام کرکے شاہ و ملکہ و دیگر ارکین سلطنت کو جمع کیا اور تجہیز و تکفین کی فکر ہو رہی تھی کہ آفت کا مارا ہملیٹ بھی وہان آن پہونچا - اور اُن رسمون مین جو وہان ہو رہی تھین اپنے کو شریک کرنا خلاف مصلحت سمجھکر الگ کھڑا ہوکر دیکھنے لگا کہ یہان کیا ہو رہا ہے - دیکھا کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہے اور لوگ اُسمین پھول بکھیر رہے ہین کیونکہ اُس ملک کا دستور تھا کہ جب کوئی کنواری عورت مرتی تھی تو اُسکی قبر مین پھول بچھائے جاتے تھے - اور خاصکر اسوقت ملکہ بڑے ہی اہتمام سے اُسکی قبر آراستہ کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے "لڑکی" مین تو سمجھی تھی کہ ایک روز اُن ہاتھون سے تیرا بستر عروس آراستہ کرونگی نہ کہ انھین ہاتھون سے تیری قبر کا اہتمام مجھے کرنا پڑے - اور اُسکا بھائی کہہ رہا ہے کہ بعید نہین کہ اُسکے حسن و خوبی پر بنفشہ خود بخود یہان اپنی بیل پھیلائے غرضکہ یہ سب ہو ہی رہا تھا کہ دفعتہً اُسکے بھائی کے ہوش و حواس مین اُسوقت کے غم و الم کے چرچون نے فرق ڈال دیا اور وہ بے اختیار ہوکر قبر مین کود ا اور کہنے لگا کہ اوپر سے آپ لوگ مجھ پر مٹی ڈال دیجیے کہ مین بھی اپنی بہن کے ساتھ دفن ہوجاؤن - اب اسوقت تو ہملیٹ کی محبت نے بھی جوش مارا اور سدا نہ یہ دیکھ سکا کہ اُسکا بھائی اسطرح اپنے رنج و غم کا اظہار کرے اور مین کہ

میری محبت ایسے ایسے ہزارون بھائیون کی محبت پر فوقیت رکھتی ہے اسوقت چپکا کھڑا رہون ۔ اور بے کھٹکے قبر مین جہان لیرٹس کھڑا تھا اپنے کو بھی گرا دیا اور بعینہ لیرٹس کی سی باتین کرنے لگا بلکہ کسی قدر اُس سے بھی بڑھکر رنج وغم کی کیفیت پیدا کی لیرٹس نے جو دیکھا کہ یہ وہی ہیملیٹ ہے جو میرے باپ اور بہن دو عزیزون کی ہلاکت کا باعث ہوا تو سب رنج وغم بھول کر اُسکی طرف متوجہ ہوا اور ایسے زور سے اُسکے گلے کو دبایا کہ اگر لوگ چھڑا نہ دیتے تو اُسکی جان ہی گئی تھی اور جب تجہیز و تکفین سے لوگ فارغ ہوے تو بہ نظر رفع الزام و اتہام ہیملیٹ نے لوگون سے یون ظاہر کیا کہ مین محض اسوجہ سے قبر مین کودا تا لیرٹس کو غصہ دلا کر رنج و ماتم کی تکلیف سے اُسے نجات دون اور اسی وقت اُن دونون نوجوان لڑکون مین پورا پورا مصالحہ ہو گیا ۔

لیرٹس کو باپ اور بہن کی ہلاکت کا غم و غصہ تھا ہی مگر ہیملیٹ کا خبیث چچا ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ ہیملیٹ کو کسی تدبیر سے ہلاک کرے ۔ چنانچہ ایک روز بیٹھا بیٹھا لیرٹس کو بلوایا اور اُس سے کہا کہ تم مین اور ہیملیٹ مین مصالحہ تو ہو ہی گیا ہے ہم چاہتے ہین کہ تم لوگ کسی دن اکھاڑے مین آؤ تو ذرا تمھارے ہاتھون کی صفائیان اور حربون کی نشانیان دیکھیں ۔ غرضکہ دونون نے اُسے منظور کیا اور اسلیے ایک دن مقرر کیا گیا تاریخ مقررہ کو شاہ و بیگم و جمیع ارکین سلطنت جمع ہوے وہ ایمائے بادشاہ ایک زہر کی بجھی ہوئی تلوار لیکر لیرٹس بھی میدان کارزار مین آیا ۔ چونکہ ہیملیٹ اور لیرٹس دونون اس خصوص مین بہت مشہور تھے اسلیے دور دور کے امرا تماشہ دیکھنے آئے اور اس ذریعے سے انعام کے لیے بہت سا روپیہ اکٹھا ہوا ۔ وہان بہت سی زنگ آلود تلوارین رکھی تھین انمین سے ہیملیٹ نے بھی ایک تلوار اُٹھا لی اور لیرٹس کے مکر و فریب کا کچھ بھی خیال نہ کیا کہ بخلاف دستور اکھاڑہ کہ اُسکے رو سے زنگ آلود و خراب تلوارون کا استعمال ہونا چاہیے یہ نوک دار تلوار جو فی الحقیقت زہر سے بجھی ہوئی تھی

کیون لایا پہلے لیرٹس نے وار کرنا شروع کیا جسے ہملیٹ بڑی خوش اسلوبی سے دفع کرتا جاتا تھا۔ اس مکار بادشاہ نے یہ دیکھکر حد سے زیادہ تعریف و توصیف کی اور ہملیٹ کو بڑھاوا دیکر بہت سا انعام ایک طرف رکھا اور کہا دیکھین اسے کون لیتا ہی یہ سنکر لیرٹس نے جوگرا کر ایک ہاتھ مارا تو پھر ہملیٹ اسے نہ سنبھال سکا اور زخم کاری کھاکر طیش مین آیا اور بلا علم ان حکمتون کے جو اسکے مقابلے مین کی گئین جانے کیا اسکے جی مین آیا کہ لیرٹس کو اپنی پاک صاف تلوار دیکر اسکی زہر کی بجھی ہوئی تلوار خود لے لی اور لپک کر ایک ایسا ہاتھ دیا کہ جس سے فوراً ہی اپنے مکر و فریب کا پورا معاوضہ اسے مل گیا ادھر تو یہ سب ہو رہا تھا ادھر اسکی مان کی آواز آئی کہ مین تو زہر دیگئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ نے ہملیٹ کے لیے ایک پیالے مین پانی رکھوا دیا تھا کہ ہملیٹ جب تھکیگا تو پانی ضرور مانگیگا اور اسمین زہر گھلوا دیا تھا کہ شاید لیرٹس کے ہاتھ سے بچ گیا تو اسکے پینے سے تو خواہ مخواہ ہلاک ہوگا ملکہ کو جو پیاس معلوم ہوئی تو دھوکے سے وہی پیالہ جو ہملیٹ کے لیے رکھا گیا تھا پی گئی اور جسکے پیتے ہی اسکی کیفیت ایسی جلد متغیر ہوگئی کہ سوا اسکے کہ "مین زہر دیگئی" اور کوئی لفظ وہ اپنے منہ سے نہ نکال سکی ہملیٹ یہ دیکھکر چونکا اور حکم دیا کہ دروازے بند کر دیے جائین اسپر لیرٹس نے کہا کہ تم ناحق اسقدر مشوش ہوتے ہو مجھ سے پوچھو کہ یہ سب میرا ہی کیا ہوا ہی۔ اور یہ سمجھکر کہ اس زخم سے جان بر ہونا تو ممکن ہی نہین جو کچھ حال تھا صاف صاف بیان کر گیا کہ اسطرح میری نیت فاسد ہوئی اور اسطرح مین نے نوک خنجر کو زہر مین بجھایا مجھے یقین ہے کہ آدھ گھنٹہ بھی تم زندہ نہ رہسکوگے کیونکہ وہ ایسا زہر نہ تھا کہ جسکی سمیت کو کسی دوا سے تم دفع کر سکو۔ خیر جو کچھ ہونا تھا سو ہو گیا مگر مین اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہون اور اپنی خطاؤن سے معافی چاہتا ہون۔ یہ سب کہہ ہی رہا تھا کہ اسکی روح قالب سے پرواز کر گئی اور مرتے دم یہ آخیر فقرہ اسکی زبان پر تھا کہ بادشاہ نے مجھے ناحق فعل بد کی ترغیب دیکر برباد کیا۔ لیرٹس کا یہ

انجام ہوا کہ ہیملٹ نے بلا روح اٹھائی تو کسیقدر اثر سم اسمین موجود پایا اور اپنے وعدے کا خیال کرکے جو اپنے باپ کی روح سے کیا تھا اپنے دغاباز چچا کی طرف متوجہ ہوا اور لپک کر نوک خنجر اُسکے شکم مین اِس زور سے چبھوئی کہ فوراً اُسکی جان ہی نکل گئی اور یون ہیملٹ نے حکم پدر کی تعمیل کی کہ جس سے پورا پورا عوض اپنے قتل ناحق کا قاتل کو مِل گیا تھوڑی دیر بعد جو ہیملٹ نے دیکھا کہ بدن سنسنا رہا ہے اور روح قالب سے نکلا چاہتی ہے تو اپنے دوست ہوراشیا کی طرف جو دیر سے کھڑا اِس ہنگامے کا تماشا دیکھ رہا تھا مخاطب ہوا اور بحالت جان کنی دبی ہوئی آواز سے کہا کہ خیر مین تو اِس جہان سے رخصت ہی ہوتا ہون مگر تمکو اللہ سلامت رکھے کہ تمھارے ذریعے سے یہ حکایت دنیا مین شہرت پکڑتی رہیگی پہلے تو ہوراشیا نے یہ تمنا ظاہر کی کہ وہ بھی اپنے کو ہلاک کرکے سفر آخرت مین شاہزادے کا ساتھ دے مگر ہیملٹ کو یون آرزومند پاکر اپنے ارادے سے پھرا اور کہا بہتر مین بہت اچھی طرح اِن واقعات اور حالات کو شہرت دونگا اور چونکہ یہ حالات میرے چشم دید ہین اِسلیے میرا بیان بہت جلد اُسکی شہرت پکڑ جانے کا باعث ہوگا۔ ہوراشیا کا یہ بیان ابھی پوری طرح ختم بھی نہین ہونے پایا تھا کہ ہیملٹ کی روح قالب سے پرواز کر گئی اور ہوراشیا اور جمیع تماشہ بینون نے رو کر اُس نیک سیرت شاہزادے کی روح کو ملائک آسمانی کی امانت مین سپرد کیا۔ چونکہ ہیملٹ ایک خوش اخلاق وحلیم الطبع شاہزادہ تھا اور جو کچھ اوصاف شاہزادون مین ہونے چاہئین وہ سب اُسمین موجود تھے اِسلیے عموماً لوگ اُس سے محبت رکھتے تھے۔ اور اگر وہ زندہ رہتا تو بلاشک کسی زمانے مین ڈنمارک کے عظیم الشان و بیدار مغز بادشاہون مین شمار کیا جاتا

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر ہے کہ مجموعہ افسانہ دلپذیر کے بیس قصوں میں کا آٹھواں قصہ جو مجموعہ مذکور الصدر کے ساتھ اس سے پہلے مطبع اودھ اخبار مقام لکھنؤ متعلقہ جناب منشی **نول کشور** صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مین زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا تھا اب شاخ مطبع موصوف واقع کانپور مین پہلی مرتبہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۵ع مین اہتمام منصرم باکمال جناب منشی بھگوان دیال صاحب سلمہ التعال سے بصحت کمال طبع ہو کر مطبوع طبائع خاص و عام ہوا۔

